تجارت اور سود کے احکام: تفسیر قرطبی و تفسیرات احمدیہ کی روشنی میں قرآنی مطالعہ

The injunctions of Trade and Usury: A Qur'anic Study in the Light of Tafseer-e-Qurṭubī and Tafseerat-e-Ahmadiyya

Muhammad Safdar
MPhil Research Scholar, Faculty of Usuluddin, International Islamic University Islamabad (IIUI)
Email:

ABSTRACT:

Trade is an indispensable necessity without which the system of human society cannot run. The earning of halal sustenance and trying to avoid *haraam* are obligatory and necessary for every Muslim. The Holy Qur'an is the fundamental source of guidance and legislation in Islam, and it reveals as many detailed rules on trade and commercial transactions as any other book or religion provides. Allah Almighty has also made trade a means of meeting the economic needs of human beings. If trade is done in a lawful and halal manner, then the profit earned from it will also be considered halal. The Qur'an has given detailed injunctions on trade, widows and their types, prohibitions, and permissions related to them. It linked economics and trade with morality and spirituality. Explaining the rules of trade and economics is not an easy task. Muslim jurists put their efforts into deducing the rules from each verse and each word of this book. The paper at hand explores the meaning and rules of trade and commercial transactions mentioned by the īmam Qurṭubī and Mullah Jīwan. It highlights the jurisprudence applied by these commentaries on the Holy Book. This research describes Quranic verses and the rules deduced from them by the īmam Qurṭubī and Mullah Jīwan. It opens a new research question on financial transactions and facilitates the implementation of Qur'anic rules in the contemporary era.

Keywords:
Qur'anic Injunctions of Trade, Usury, Tafseer-e-Qurṭubī, Tafseerat-e-Ahmadiyya,

تعارف

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رشد و ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ساتھ ان میں سے بعض کو آسمانی کتب عطا فرما کر مبعوث فرمایا اور بعض کو صحائف تو، بعض کو سابقہ انبیاء کی شرائع اپنانے کا حکم عنایت فرمایا۔ ان کتب و صحائف میں اللہ تعالیٰ نے انہی اقوام کے لئے ان کی دنیوی (اخلاقی، معاشی، معاشرتی) اور اخروی حیات کو سنوارنے اور کامیاب بنانے تمام اصول(Principle) ذکر فرمائے جن کی پیروی اور ان پر علم درآمد کی صورت میں وہ ایک کامیاب زندگی گذار سکتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو جو کتاب عطا فرمائی وہ تمام کتب سے جامع اور جو شریعت عطا فرمائی وہ تمام شرائع سے جامع ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے زندگی گزارنے کے تمام اصول ذکر فرمادیئے جس کا عملی نمونہ سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے ملتا ہے۔ میرے مقالے کا عنوان چونکہ سود سے متعلق ہے جو کہ معاشیات سے تعلق رکھتا ہے۔

کسی بھی معاشرے میں معیشت ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اس کے بغیر ایک کامیاب معاشرہ تشکیل نہیں پا سکتا اور اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس کی خود مختاری بھی داؤ پر لگ جاتی ہے۔ کسی بھی معیشت کے اچھا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ وہ سود اور اس کے تمام متعلقات سے پاک ہو۔ اسلام نے ایک معاشرے میں دولت کی افراط و تفریط اور معاشی ناہمواری ختم کرنے کے لئے انفاق فی سبیل اللہ اور زکوۃ وصدقات کی تعلیم دی ہے۔ بعض لوگ سود دینے اور سود لینے میں فرق کرتے ہیں لیکن یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو ایک دوسرے کے لازم وملزوم پہلو ہیں۔ یہ دونوں فریقین کے مابین جزلاینفک ہے۔ اس کے فروغ واستحکام دینے میں دونوں کا برابر حصہ ہوتا ہے اگر چہ اس کی صورتیں جدا جدا ہوتی ہیں۔ اس مقالہ کا عنوان آیات ربا کا مفہوم اور ان سے ماخوذ احکام ہے۔، میں نے اس مقالے میں دو تفاسیر کو منتخب کیا جن میں الجامع لاحکام القران (تفسیر قرطبی) تفسیرات احمدیہ فی بیان آیات الشرعیہ (ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ) شامل ہیں۔ ان احکام کو بیان کرنے سے پہلے میں اولاً سود کا مختصر تعارف ذکر کروں گا۔ پھر آیات ربا، بعد ازاں مفسر کا بنیادی تعارف اور کتاب کا منہج بیان کر کے اپنے موضوع کی طرف بڑھوں گا۔

ربوا (سود)

ربا عربی زبان کا لفظ ہے جس کو اردو میں سود بولتے ہیں جبکہ یہ لفظ (سود) اصلا فارسی سے ماخوذ ہے اور انگلش میں (USUSRY) کہتے ہیں۔ جس کے معنی بڑھنا، پھلنا پھولنا، اضافہ [1] کے ہیں۔ جہاں کہیں بھی اس مصدر سے یہ لفظ آیا ہے تو اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے؛

" يَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرۡبِى الصَّدَقٰتِ‌ؕ – "[2]

"اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے"

" فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهَا الۡمَآءَ اهۡتَزَّتۡ وَ رَبَتۡ "[3]

"پس جب ہم اس زمین پر پانی برساتے ہیں وہ ابھرتی ہے اور پھلتی پھولتی ہے"

اصطلاح میں رأس المال پر ایسی زیادتی جو بطور شرط وصول کی جائے چاہے یہ شرط اولاً ہو یا آخراً، سود کہلاتی ہے۔

سود قرآن حدیث روشنی میں

سود کی ممانعت پر ارشاد باری تعالیٰ ہے؛

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضۡعَافًا مُّضٰعَفَةً – الآیۃ"

اے ایمان والو! سود نہ کھاؤ دوگنا چوگنا۔

امام مجاہد سے روایت ہے کہ لوگ وقت مقرر پر ادھار چیزوں کو فروخت کیا کرتے تھے یہ مدت پوری ہونے پر قرض میں اضافہ کر دیتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔[4]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے؛

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، سود دینے والے اور سودی تحریر یا سود لکھنے والے اور شہادت دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ وہ سب لوگ (گناہ میں) برابر ہیں۔"[5]

جمع الآیات

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّؕ-ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰواۘ-وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰواؕ-فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَؕ-وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِؕ-وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ-هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ(275)یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِؕ-وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ(276)اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ-وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ(277)یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ(278)فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۚ-وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْۚ-لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ(279)وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍؕ-وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(280)[6]

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔[7]

وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِؕ-وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۔[8]

وَ مَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَاۡ فِیْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِۚ وَ مَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ۔[9]

تعارف مفسرین

" الجامع لاحکا م القرآن والمبین لما تضمن من السنة و آی الفرقان " (معروف بہ تفسیر قرطبی) -

تعارف مصنف

آپ کا نام محمد بن احمد بن ابو بکر، لقب ابو عبد اللہ اور نسب کے اعتبار سے انصاری و خزرجی تھے۔ شہر قرطبہ میں سکونت کی وجہ سے آپ امام قرطبی کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ 1214ء بمطابق 610ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ مالکی المسلک ہیں۔ آپ نے ابن رواج، شیخ ابو العباس احمد بن عمر قرطبی، ابو علی حسن بن محمد بن محمد بکری اور ابو الحسن علی بن محمد بن علی جیسے کبار علماء سے اکتساب فیض کیا۔ امام ذہبی آپ کے بارے میں فرماتے تھے کہ آپ مختلف فنون میں مہارت تامہ اور علم میں متبحر امام تھے 1274ء بمطابق 671ھ کو مصر میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ مختلف علوم وفنون میں مہارت رکھتے تھے اور اپنے وقت کے متبحر مفسر و محدث، فقیہ اور امام تھے۔ آپ کی تصانیف میں آپ کی مشہور زمانہ تفسیر الجامع الاحکام القرآن، الاسنی فی شرح اسماء اللہ الحسینی وصفاتہ، التذکرۃ فی احوال الموتی ولاخرۃ و دیگر شامل ہیں۔[10]

منہج تفسیر

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر مین درج ذیل مناہج کو اپنایا؛

- تفسیر قرطبی میں موضوعی اور عمومی دونوں پہلو جمع ہیں۔ موضوعی بایں معنی کہ اس میں فقہی احکام بیان ہیں عمومی بایں معنی کہ اس میں فقہی احکام کے علاوہ دیگر احکام کو بھی ذکر کیا گیا۔

- امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی تفسیر میں یہ اسلوب رہاہے کہ زیر مطالعہ آیت یااس کا کچھ حصہ نقل کرکے پہلے اس کے تفسیری مباحث کی تعداد بتاتے ہیں۔ ان مباحث کے لیے وہ ہمیشہ "مسائل" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔
- آپ نزول قرآن کا سبب بیان فرماتے ہیں۔ آیت کی تفسیر میں ایسی احادیث کا ذکر فرماتے ہیں جو اس سے متعلق ہوں۔ جو الفاظ لغوی معنی کا احتمال رکھتے ہیں ان کو بھی ذکر فرماتے ہیں۔
- سورۃ کی فضیلت اور اس کے متعلق جو احادیث وارد ہوئی ہیں وہ ذکر فرماتے ہیں۔[11]
- اس کا نام الجامع رکھا بایں معنی اس میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے مالکی المسلک ہونے کی وجہ سے صرف ان کا موقف ذکر نہیں کی بلکہ دیگر ائمہ فقہ کے موقف کو بھی واضح فرمایا۔
- اشعار عرب سے تائید بھی لاتے ہیں۔
- آیت سے متعلق احکام فقہیہ کی وضاحت فرماتے ہوئے فقہاء ائمہ کا اختلاف ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ ہر ایک دلائل بھی ذکر فرماتے ہیں۔
- لفظ کے اشتقاق، اعراب، اور باب کا ذکر کرتے ہیں ساتھ ساتھ ائمہ لغت کے اقوال بیان فرماتے ہیں۔
- قراءات متواترہ اور غیر متواترہ کا ذکر بھی فرماتے ہیں۔
- لغوی مباحث کے ساتھ ساتھ احکام و قوانین میں فقہاء کرام کی بیان کردہ تفصیلی جزئیات اور ان کے متعلق دلائل بھی نقل فرماتے ہیں۔
- آپ نے بعض مقامات پر قول کو اس کے قائل کی طرف منسوب کیا ساتھ ساتھ قیل اور روی کے الفاظ
- بھی کثرت سے استعمال کئے۔
- بعض اوقات تو احادیث کی کتاب کا حوالہ، باب کا عنوان اور حدیث کی پوری سند اور اس کے متعدد طرق بھی ذکر فرماتے ہیں تو بعض اوقات احادیث کو ہی مختصر ذکر نقل فرمادیتے ہیں، عنوانِ باب، سند اور کتاب کا حوالہ ذکر نہیں فرماتے۔
- (من گھڑت) قصے کہانیوں سے صاحب کتاب نے اکثر اجتناب ہی کیا لیکن ان سچے واقعات کو نقل کرتے ہیں جو موقع کی مناسبت سے ضروری نظر آئے۔
- آیات احکام پر خصوصی توجہ دی اور جن آیات سے ایک، دو یا اس سے زائد جس قدر احکام مستنبط ہوتے تھے ان کو بیان کیا۔ جن آیات میں احکام نہیں تھے ان میں دیگر تفسیری پہلوؤں کو اجاگر کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔[12]

صاحبِ تفسیرات احمدیہ

مصنف کا نام احمد، آپ کی کنیت ابو سعید اور معروف ملاجیون کے نام سے ہوئے جبکہ آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ اول یار غار و مزار سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتا ہے۔ 25 شعبان المعظم 1037ھ کو لکھنو میں پیدائش ہوئی۔ کثیر علماء سے اکتساب فیض کیا۔ بائیس سال کی عمر میں سند فراغ پائی۔ مشہور تصانیف میں تفسیرات احمدیہ اور نور الانوار شامل ہیں جن سے آپ کی جلالت علمی عیاں ہے۔ 8 ذی قعدہ 1130ھ بروز پیر کو دہلی میں وفات پائی اور مدرسہ اسلامیہ امیٹھی میں سپرد خاک ہوئے۔[13]

منہج تفسیر

آپ کی تفسیر کا مکمل نام: تفسیرات احمدیہ فی بیان الایات الشرعیۃ" ہے۔

- آپ نے اس تفسیر میں ان آیات کو جمع فرمایا جن سے فقہی احکام مستنبط ہوتے تھے۔
- ترتیب قرآنی کو مد نظر رکھا یعنی جو آیت پہلے آئی اس سے جو جو احکام مستنبط ہوتے تھے ان پر لکھا۔ عام کتب فقہ کی ترتیب سے احتراز کیا۔
- اولاً آیات کی تفسیر و تشریح کی اور ثانیاً اس موضوع پر لکھی گئی کتب متداولہ میں سے اقوال بھی نقل کئے۔
- آیت کی مناسبت سے جو جو مسئلہ پہلے آیا اس پر قلم اٹھائی۔[14]

نوٹ۔ علامہ نے امام غزالی کا قول ذکر کرتے ہوئے آیات احکام کی تعداد 500 جبکہ علامہ سیوطی کا قول (جو کہ انہوں نے دوسروں سے نقل کیا) ذکر کرتے ہوئے تعداد 150 بتائی لیکن اپنا قول ذکر نہ کیا ساتھ ساتھ امام غزالی کے قول کا دفاع کیا۔

از تفسیر قرطبی:

آیات ربوا از سورۃ البقرۃ

مفہوم:

یہاں یاکلون یاخذون کے معنی میں ہے۔ اکل کو اخذ سے تعبیر کیا گیا اور ربا کا لغوی معنی مطلق زیادتی ہے۔ شریعت نے اس کا اطلاق مخصوص کر کے اس کو حرام کے ساتھ خاص کر دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا سورہ نساء میں فرمان ہےوَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ ۔ اس سے مراد شرعی ربا نہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے حرام ہونے کا حکم دیا بلکہ مطلق حرام مال ہے رشوت، ان پڑھوں کے اموال جن کے بارے میں وہ کفار کہتے تھے ہم سے ان کے بارے میں سوال نہ ہو گا اور ہر وہ مال جس کو حرام طریقے سے حاصل کیا گیا ہو وغیرہ۔

شرعی طور پر ربا سے مراد دو چیزیں ہیں نساء کو حرام قرار دینا اور عقود اور مطعومات میں زیادتی۔ غالب وہی ہے جو اہل عرب کرتے تھے اور اس پر ان اہل عرب کا قول دلیل بھی ہے کہ اتقضی ام تربی؟ قرض دینے والا مال کی تعداد میں اضافہ کر دیتا اور مقروض اس پر صبر کرتا، یہ سب حرام کیا گیا۔ اکثر وہ بیوع تھیں جن میں علت زیادتی ہی تھی چاہے وہ زیادتی راس المال پر ہو یا پھر تاخیر کی وجہ سے سبب منفعت پر۔ وہ بیوع جن میں زیادتی کا معنی نہ ہو جیسے پھل کے پکنے سے پہلے، صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے اس کی بیع کرنا۔ تو یہ تشبیہا اور مجازا زیادتی ہے۔

مسلم شریف کی حدیث ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سونے کی خرید و فروخت سونے کے بدلے، چاندی کی چاندی کے بدلے، گندم کی گندم کے بدلے، جو کی جو کے بدلے، کھجور کے کھجور کے بدلے، نمک کی نمک کے بدلے سرابر اور نقد و نقد ہو جس نے زیادتی کیا مطالبہ کیا تو اس نے سود لیا اور لینے اور دینے والا برابر ہیں"۔ حضرت عبادہ بن صامت کی حدیث ہے جب یہ اصناف مختلف ہو تو پھر جیسے تم چاہو ان کی بیع کرو لیکن نقد و نقد۔ ابو داؤد نے حضرت عبادہ بن صامت سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سونے کی بے سونے کے عوض اس کی پتریاں ہو اور اس کا عین ہوں چاندی کی بیع چاندی کے بدلے اس کی پتریاں ہوں اور اس کا عین ہوں گندم کی بیع گندم کے عوض مد کی بیع مد کے عوض، جو کی بیع جو کے عوض مد کی بیع

مد کے عوض، جو کی بیع جو کے عوض مد کی بیع مد کے عوض کھجور کی بیع کھجور کے عوض مد کی بیع مد کے عوض، نمک کی بیع نمک کے عوض مد کے بیع مد کے بدلے، جس نے زیادہ لیا یا زیادہ کا طالب ہوا اس نے سود کیا، چاندی کو سونے عوض بیچنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ ان میں چاندی کی مقدار زیادہ ہو اور وہ بیع دست بدست ہو، ادھار یہ جائز نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دینار دینار کے عوض اور درہم درہم کے عوض، ان کے درمیان کوئی تفاضل اور زیادتی نہیں جسے چاندی کی حاجت ہو اسے چاہیے کہ وہ اسے سونے کے عوض بدلے اگر سونے کی ضرورت ہو تو پھر اسے چاہیے کہ وہ چاندی کے بدلے اسے بدل لے مگر نقد و نقد۔ علماء اس طرف گئے ہیں کہ یہ اس اصل کی جنس کی طرف اشارہ ہے جو ڈھکی ہوئی ہو۔ امام مالک کا فلوس کے بارے میں حکم مختلف ہے۔ آپ نے ان کو دراہم کے ساتھ ملحق کیا ہے بایں وجہ کہ یہ ثمن ہیں۔ خطابی نے کہا کہ تبر سے مراد سونے اور چاندی کا وہ ٹکڑا جس کو ڈھالا گیا ہو نہ ہی اس سے درہم اور دنانیر بنائے گئے ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثقال عین سونے کو اور ایک مثقال اور ایسی پتریاں جو ڈھلی ہوئی نہ ان کے ساتھ بیچنے کو حرام قرار دیا اسی طرح مضروب چاندی اور غیر مضروب چاندی ان کے درمیان تفاوت کو بھی حرام قرار دیا۔ آپ علیہ کا فرمان ہے تبرھا و عینها سواء۔ کا یہ معنی ہے۔

قرض کی مدت پوری ہونے کے بعد آخر میں زیادتی اس طرح کہ جس طرح عقد کی ابتدا میں اصلی ثمن تھا یہی وہ ربا تھا جو اہل عرب کے ہاں معروف و رائج تھا جب قرض کی ادائیگی کا وقت آجاتا تو وہ مقروض کو کہتے تو پورا ادا کر دے گا یا اسے بڑھائے گا یعنی قرض میں اضافہ کرے گا اللہ تعالی نے اس قرض کو حرام کیا اسی کو نو ذی الحجہ کے دن سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منسوخ فرمایا اور واضح کر دیا کہ جب مدت گزر جائے اس کے پاس ادائیگی کے لیے کچھ نہ ہو تو اسے خوشحالی تک مہلت دے دو۔ سرکار علیہ السلام کا فرمان ہے دوبار کر دینا ایک بار صدقہ دینے کے برابر ہے، امام جعفر بن محمد صادق نے فرمایا اللہ تعالی نے سود حرام کیا تاکہ لوگ ایک دوسرے کو قرض دیں۔

احکام:

ان آیات سے درج ذیل احکام مستنبط ہوتے ہیں۔

- حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جو کوئی سود پر قائم رہے اس سے باز نہ آئے تو مسلمانوں کے امام پر لازم ہے کہ وہ اس سے سود کا مال واپس لے لیں اگر وہ باز نہ آئے تو اسے قتل کر دیں۔
- فله ما سلف سے واضح ہوا کہ جس نے سود کا کاروبار کرنے کے بعد توبہ کر لی اس پر دنیا و آخرت میں کوئی مواخذہ نہ ہو گا۔
- حضرت جابر بن عبد اللہ بیان فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا جس نے بٹائی پر کھیتی کرنے کو نہ چھوڑا تو وہ بھی اللہ تعالی اور اس کے رسول کا اعلان جنگ سن لے۔
- گندم کی بیع جو کے عوض جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں لیکن بیع نقد و نقد ہو ادھار جائز نہیں۔ امام مالک نے جو اور گندم کو ایک صنف قرار دیا اسی وجہ سے ان کی بیع ایک دوسرے کے عوض جائز نہیں ابو لیث، اوزاعی، مدینہ اور شام کے فقہاء کا یہی موقف ہے۔ حدیث پاک کی رو سے یہ قول جائز نہیں کیوں کہ وہاں قول ہے کہ جب صنف مخالف ہوں تو جیسے چاہو بیچو لیکن نقد و نقد ہو۔ اور یہ بھی کہ حدیث پاک میں ان

کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا جس سے واضح ہے کہ یہ مختلف الجنس ہیں ایک جنس نہیں۔ جیسا کہ گندم اور کھجور مختلف الجنس ہیں اس میں اگانے والے کا اعتبار نہیں۔ یہی موقف امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور اصحاب حدیث کا ہے۔

- امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس ربوا کی علت جنس کے اعتبار سے کیلی اور وزنی ہونا ہے بس ہر وہ چیز جس میں کیل یا وزن داخل ہو گا آپ کے نزدیک وہ ایک جنس میں سے ہے اس کی بعض کے بعض کے ساتھ زیادتی پر یا ادھار پر بیع کرنا جائز نہیں۔ آپ نے مٹی کو مٹی پر تفاضل کے ساتھ بیع کرنا ناجائز کہا کیوں کہ اس میں کیل ہے اور ایک روٹی کو دو کے ساتھ بیع کرنا جائز کہا کیوں کہ اس میں کیل نہیں۔
- امام مالک کا اسطرح کرنا ربا سے بچنے میں انتہائی مبالغہ کے لئے ہے یہاں تک کہ آپ نے متوھم کو متحقق کی مثل قرار دیا۔
- امام شافعی کے نزدیک ربا کی علت جنس کے اعتبار سے مطعوم ہونا ہے یہ ان کی بیع برابر سرابر تو جائز ہے لیکن متفضلا اور ادھار جائز نہیں۔
- بیع پر الف لام جنس کا عہد کا نہیں یعنی جس ربا کا ہم نے ذکر کیا وہ حرام ہے۔ وحرم الربا پر الف لام عہد کا ہے کہ وہ ربا جو اہل عرب کیا دیا کرتے تھے۔
- ہر وہ عقد جو واضح طور پر حرام ہو اسے ختم کر دیا جائے تو مشتری پر سامان واپس لوٹانا واجب ہے اگر مشتری کے ہاتھ سے وہ ضائع ہو گیا تو وہ اس کی قیمت لوٹائے گا۔ اگر مثل ہے تو مثل لوٹائے۔ امام مالک نے کہا جس کا حرام ہونا ظاہر ہو وہ واپس لوٹایا جائے گا چاہے وہ ضائع ہو یا نہ ہو اور جو لوگوں نے مکروہ جانا تو اسے رد کیا جائے گا اگر یہ ضائع ہو گیا تو اسے چھوڑ دیا جائے گا۔
- ابن خویز منداد نے کہا اگر کسی شہر والوں نے سود کو حلال سمجھتے ہوئے کسی سے صلح کر لی تو وہ مرتد ہو گئے ان کا حکم مرتدین والا ہو گا۔
- فان لم تفعلوا سے ظاہر ہوتا ہے کہ سود کا کاروبار کبیرہ گناہ میں سے ہے۔
- علماء نے کہا ہر وہ شئ جو بیع پر قبضہ کرنے سے پہلے ان چیزوں میں سے طاری ہو گئی جو عقد کو حرام کر دیتی ہے وہ عقد کو باطل کر دے گی جیسا کہ کوئی مسلمان شکار خریدے پھر مشتری یا بائع قبضہ کرنے سے پہلے اسے حرام کر دے تو بیع باطل ہو جائے گی۔ کیوں کہ اس پر قبضہ سے پہلے وہ شئے طاری ہو چکی ہے جس نے عقد کو حرام ثابت کر دیا۔
- یہ امام اعظم ابو حنیفہ و امام شافعی کے اصحاب کا قول ہے۔
- بعض اہل زہد وورع حضرات نے یہ بھی کہا کہ کہ حلال مال میں جب حرام مال اس طرح جمع ہو جائے کہ ان میں تمیز کرنا باقی نہ ہو تو حرام کی مقدار برابر مال نکال دے تو بھی وہ مال پاک نہ ہو گا کیوں کہ یہ شبہ ہے کہ جو مال نکالا گیا وہ حلال ہو اور جو باقی ہو وہ حرام ہو۔ ابن عربی نے کہا یہ دین میں غلو ہے۔ کیوں کہ ہر وہ مال جس میں تمیز کرنا ممکن نہ ہو اس سے مقصود اس کی مالیت ہوتی ہے نہ کہ عین اگر مال ضائع ہو جائے تو اس کی مثل مال اس کے قائم مقام ہوتا ہے دونوں قسم کے مالوں کا مخلوط ہونا اس کی تمیز اور علیحدگی کے اعتبار سے اتلاف اور ضیاع ہی ہیں۔
- علامہ قرطبی نے کہا مال حرام میں سے جو آدمی کے قبضہ میں ہو تو اس سے توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ جس پر سود لگایا اس کو تلاش کرے اگر اس کو پانے میں مایوس ہو جائے تو وہ مال صدقہ کر دے اگر کسی سے ظلم کیا تو اس کے ساتھ بھی اسی طرح کرے۔ اگر اس کے ظلم زیادہ ہوں تو وہ جانتا ہے کہ کہ وہ زیادہ ادا کرنے کی اب طاقت نہیں رکھتا تو وہ اپنی اپنی ملکیت سے سب مال ختم کر دے چاہے وہ مساکین کو ہی کیوں نہ دے دے۔

- ابو عبیدہ نے کہا کہ وہ لباس اتنا رکھ سکتا ہے کہ جو نماز کے لیے کافی ہوں باقی مال کو زائل کر دے۔
- اس سے مراد مخابرہ ہے کہ زمین کو نصف یا تہائی یا چوتھائی پیداوار کا عوض لینا اس کو مزارعت بھی کہتے ہیں۔ امام مالک اور ان کے تمام اصحاب امام شافعی امام ابو حنیفہ اور ان کے متبعین نے اس پر اجماع کیا کہ زمین تہائی یا چوتھائی پر دینا جائز نہیں اور نہ ہی اس پیداوار کے جز پر جو زمین سے حاصل کی جائے کیوں کہ وہ مجہول ہے۔
- مگر امام ابو حنیفہ اور امام شافعی نے کہا کہ زمین کو اناج کے عوض کرائے پر دینا جائز ہے بشرط یہ مقدار معلوم ہو کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جو شاید معلوم ہو اس کی ضمانت ہو سکتی ہو تو اس کا عوض کوئی حرج نہیں ہے۔
- امام مالک نے فرمایا کہ کسی آدمی کو اس طرح نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ اپنی ذات جانور یا کشتی کو اجرت پر دے مگر ایسی چیز کے بدلے جو ہلاک اور زائل نہ ہو امام شافعی امام اعظم ابو حنیفہ اور آپ کے دونوں اصحاب کا بھی یہی قول ہے۔
- امام احمد بن حنبل حسن بن حی، لیث، اوزاعی، امام ابو یوسف اور امام محمد نے کہا کہ کوئی حرج نہیں ہے کہ کوئی آدمی اپنی زمین کسی کو اس سے حاصل ہونے والی پیداوار ایک خاص جز پر دے ابن عمر اور طاؤس کا بھی یہی قول ہے۔
- تابعین کی ایک جماعت نے یہ جائز قرار دیا کہ آدمی اپنی کشتی اور سواری کو اجرت پر دے سکتا ہے جس طرح وہ اپنی زمین اور اس جز کے بدلے میں دیتا ہے جو اس پیداوار سے کو اس کی اصل اور بنیاد مضاربت پر ہے جس پر اجماع امت ہے۔
- امام طحاوی نے کہا ابتدائے اسلام میں قرض کی مد میں آزاد آدمی کو بھی بیچ دیا جاتا تھا جب اس کے پاس اتنا مال نہ ہوتا جس سے وہ اپنا قرض ادا کر سکتا یہاں تک کہ اللہ نے اسے منسوخ کر دیا۔
- حضرت عطاء اور ضحاک کا قول ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ آیت تنگدست کے لئے ہے کہ اسے تمام قرضوں میں مہلت دی۔
- جس آدمی کے قرض زیادہ ہو اور قرض خواہ اپنے مال کا مطالبہ کریں تو حاکم کے لئے جائز ہے کہ وہ اسے اس کے تمام مال سے فارغ کر دیں اور اس کے لیے اتنا مال چھوڑے جو اس کی حاجت ضروریہ پوری کر سکے۔
- امام مالک نے کہا اتنا مال چھوڑے کہ وہ صرف اپنا سر ڈھانپ سکے۔
- اگر وہ عالم ہے تو اس کی کتب فروخت کرنے میں اختلاف ہے مگر اس کے لیے نہ گھر چھوڑا جائے نہ خادمہ اور نہ ہی جمعہ کا لباس جب کہ اس کی قیمت زیادہ ہو مگر اس کو محبوس کرنا حرام ہے۔
- امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا قول ہے کہ مفلس کو محبوس کیا جائے گا یہاں تک کہ اس کے پاس مال کا نہ ہونا ظاہر ہو جائے۔ امام مالک کے نزدیک اسے محبوس نہ کیا جائے گا اگر اس پر یہ وہم ہو کہ اس نے اپنا مال غیب کر دیے گا اور اس کا جھگڑالو ہونا بھی ظاہر نہ ہو اس طرح اسے محبوس نہ کیا جائے اگر اس کی تنگدستی ظاہر ہو۔
- اگر مفلس کا مال جمع کر لیا جائے پھر قرض کا مطالبہ کرنے والوں تک پہنچنے سے پہلے اور بیع سے پہلے ظاہر ہو جائے تو مفلس پر اس کی ضمانت ہو گئی اور قرض داروں کا قرض اس کے ذمہ ثابت رہے گا اگر حاکم نے اس کا مال فروخت کر کے ثمن پر قبضہ کر لیا پھر قرض خواہوں کے قبضہ سے پہلے ضائع ہو گئے تو اس کی ضمانت اس حاکم پر ہو گئی۔ مفلس اس سے بری وذمہ ہو گا ہو گا محمد بن عبد الحکم نے کہا ضمانت ہمیشہ مفلس سے لی جائے گی یہاں تک کہ وہ غرماء تک پہنچ جائے۔

آیت ربا من سورۃ آل عمران(3:130)

مفہوم آیت:

صاحب تفسیر نے حضرت مجاہد کی روایت کو نقل فرمایا آپ نے بیان کیا کہ کفار مکہ ایک مدت کے لیے بیع کرتے اور جب مدت مقررہ گزر جاتی تو وہ اسے مقروض کے مزید سود دینے کی شرط پر ثمن کی ادائیگی کو مؤخر کر دیتے۔ تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی اس عمل سے روکا اور تمام گناہوں میں سے ربا کو خاص کیا کیونکہ یہ وہ گناہ ہے جس کے کرنے پر اللہ تعالی کا اعلان جنگ ہو جاتا ہے ہے اللہ تعالی نے سود کو چھوڑنے کا حکم دیا۔

اضعافا حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے اور مضاعفةً (دو زبر کے ساتھ) اس کی صفت ہے اس کو دو پیش کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے جس کا معنی وہ سود جس میں عرب قرض کو دگنا کر لیتے تھے۔ پس یہ ان کے فعل کے انتہائی برا اور قبیح ہونے پر دلیل ہے۔ اس لیے خاص تضعیف کی حالت ذکر کی گئی۔

واتقواللہ سے مراد یہ بھی ہے کہ تم اللہ تعالی سے ڈرو اور سود کے مال و کونہ کھاؤ کیوں کے مفسرین نے بیان کیا یہ وحید ان کے لیے ہے جنھوں نے سود کو حلال سمجھا اور کفر کا ارتکاب کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسے اعمال سے بھی بچنا چاہیے جن سے ایمان جن سے ایمان چھن جاتا ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ سے نقل ہے آپ فرماتے ہیں کہ موت کے وقت اکثر ایمان نکال لیا جاتا ہے امام ابو بکر جصاص نے بیان کیا ہم نے ایسے گناہوں میں غور و فکر کیا کہ جن سے ایمان نکل جاتا ہے تو ہم نے ظلم سے بڑھ کر کوئی چیز ایسی نہ دیکھی جو ایمان کے نکلنے کا سبب ہو

۔

حکم:

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ

- سودی معاملات کرنا جہنم میں جانے کا سبب ہے جیسا کہ آیت اس کی وضاحت کر رہی ہے۔
- سود سودی معاملات کرنا لوگوں پر ظلم ہے اور یہ سب سے بڑا ایمان کے نکلنے کا سبب ہے۔

آیت ربا من سورہ نساء(4:161)

ابن عربی نے کہا یہاں کوئی اختلاف نہیں کہ ہم یہاں کفار مخاطب ہیں اللہ تعالی نے اس آیت میں بیان فرمایا کہ انہیں تو دکھانے سے اور لوگوں کے ناحق مال کھانے سے منع فرمایا گیا۔

حکم

سود کھانے سے صرف مسلمانوں کو منع نہیں کیا گیا بلکہ پہلی امتوں میں بھی سود حرام تھی۔

آیت ربا من سورہ روم(30:39)

مفہوم آیت:

جب کوئی نیک کام کیا جاتا ہے اور اس سے مقصود اللہ کی رضا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر بدلہ عطاء فرماتا ہے۔ یہاں پر قرات کا اختلاف بھی بیان فرمایا کہ اٰ تیتم مد اور بغیر مد کے ساتھ ہے، اگر مد کے ساتھ پڑھا جائے تو معنی یہ ہو گا کہ جو تم دیتے ہو اور اگر بغیر مد کے ہو تو معنی ہو گا جو تم ربا کا عمل کرو تا کہ وہ بڑھے۔

اقوال مفسرین

یہاں پر علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے مفسرین کے اقوال نقل فرمائے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

- ابن عباس نے فرمایا کہ وما اتیتم من ربا مراد اس سے کسی آدمی کو ہدیہ دینا جس کے وہ یہ امید رکھتا ہو کہ اسے اس سے افضل لوٹایا جائے، یہ ایسی چیز ہے جو اللہ کے ہاں نہیں بڑھتی اس کے مالک کو اجر نہیں دیا جاتا لیکن اس پر کوئی گناہ بھی نہیں ہوتا۔
- حضرت عکرمہ کے نزدیک ربا کی دو قسمیں ہیں ربا حلال اور ربا حرام، حلال سے مراد یہ ہے کہ جو ہدیہ کے طور پر دیا جائے اور جو اس سے افضل ہو اس کو طلب کیا جائے۔
- ضحاک سے مروی ہے کہ اس آیت سے مراد حلال ربا ہے جو ہدیہ کے طور پر دیا جائے تا کہ اس سے جو افضل ہو وہ ہدیہ کے طور پر اسے لوٹایا جائے نہ اس کے حق میں ہو اور نہ اس کے خلاف ہو، اس میں اس کے لئے اجر نہیں اور اس میں اس پر کوئی گناہ نہیں۔
- ابن جبیر، طاوس اور مجاہد نے فرمایا یہ آیت ہبۃ الثواب کے بارے میں نازل ہوئی۔
- ابراہیم نخعی نے کہا یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے قریبی رشتہ داروں اور اپنے بھائیوں کو مال دیتے ہیں تا کہ انہیں نفع حاصل ہو، وہ مال دار ہو جائیں اور ان پر مال دینے والوں کی فضیلت ثابت ہو جائے اور ان کے مال زیادہ ہو جائیں تا کہ انہیں نفع حاصل ہو۔
- شعبی نے کہا اس آیت کا معنی ہے کہ جس انسان نے کسی انسان کی خدمت کسی چیز کے ساتھ کی اور اس کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار کیا تا کہ اس کے ساتھ دنیا میں اٹھائے تو وہ نفع جس کے بدلے میں اس نے خدمت کی اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ نہیں بڑھتا۔
- ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ اس سے مراد حرام شدہ ربا ہے۔
- ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حرام ہے، آپ کو اس چیز سے منع کیا کہ آپ کوئی چیز عطا کریں اور اس کے عوض میں زیادہ لیں۔
- سدی کا قول ہے کہ یہ آیت بنو ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ وہ سود کا کاروبار کرتے تھے اور قریش ان کے ساتھ معاملہ کیا کرتے تھے۔
- قاضی ابو بکر ابن عربی نے کہا اس آیت کا صریح معنی اسا آدمی کے بارے میں ہے جو کوئی چیز ہبہ کرتا ہے اور بدلہ میں لوگوں سے زیادہ مال کا طلب گار ہوتا ہے۔
- مہلب نے کہا علماء نے اسی آدمی کے بارے میں اختلاف کیا۔ آدمی جو ہبہ کرتا ہے اس کے بدلے میں بدلہ کا طالب ہوتا ہے۔

- کوفہ کے علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ ہبہ اصل میں بطور نفل ہے اگر اس کے بدلے میں عوض واجب کر دیں تو اس میں احسان کا معنی باطل ہو جائے گا اور وہ معاوضات کے معنی میں ہو جائے گا۔
- عربوں کے قول کے مطابق لفظ بیع اور ہبہ میں فرق ہے انہوں نے لفظ بیع کو اس کے لیے خاص کیا ہے جس میں وہ عوض کا مستحق ہو تا ہے اور ہبہ اس کے خلاف ہے۔
- اسی کی مثل حضرت علی شیر خدا سے مروی ہے کہ ہبہ تین قسم کا ہے 1۔ اللہ تعالی کی رضا کا ارادہ کیا جائے گا۔2۔ لوگوں کی رضا کا ارادہ کیا جائے 3۔ ایسا ہبہ ہے جس کے بدلے کا ارادہ کیا جائے بدلہ کے لیے جو ہبہ کیا جائے تو ہبہ کرنے والا اسے واپس لے سکتا ہے جب اسے بدلہ نہ دیا جائے۔
- حضرت علی شیر خدا نے جو ذکر کیا اور ہبہ کی تفصیل جو بیان فرمائی وہ صحیح ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہبہ کرنے والا تین حالتوں سے خالی نہیں 1۔ وہ ہبہ دے کر اللہ کی رضا چاہتا ہے اور اللہ تعالی سے ہی بدلے کا طالب ہو 2۔ وہ اس کے ذریعے لوگوں کی رضا چاہتا ہے ریاکاری کرتا ہے تاکہ لوگ اس کی تعریف کریں کریں اور اس تہہ کی وجہ سے اس کی ثنا کریں 3۔ وہ موہوب لہ سے اس کے ساتھ مدلی کا ارادہ کرتا ہے اس بارے میں گفتگو کر چکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے ہر آدمی کے لئے وہ کچھ ہے جس کی وہ نیت کرے جب وہ اللہ تعالی کی رضا کا ارادہ کرے اور اس کی بارگاہ سے ثواب چاہے تو اللہ کے ہاں اس کے لیے فضل اور رحمت ہے۔

احکام:

اگر ہبہ دیا جائے اور اس سے مقصود اللہ تعالی کی رضا ہو تو اس پر اجر و ثواب بھی ملے گا۔ اگر اس سے مقصود اللہ کی رضا نہ ہو اس پر کوئی اجر و ثواب نہ ہو گا۔

اس اس ہبہ پر زیادتی کی کوئی شرط لگادی تو یہ سود کے زمرے میں آئے گا۔۔۔۔

- امام اعظم ابو حنیفہ نے کہا اس کے لئے بدلہ نہ ہو گا جب اس نے شرط نہ لگائی ہو۔
- امام مالک نے کہا اس میں غور و فکر کیا جائے گا اگر وہ موہوب لہ سے بدلہ کا طالب ہے تو وہ ایسا ہی ہے تو اس کے لئے وہ ہو گا جس طرح فقیر غنی کو، خادم صاحب کو اور کوئی آدمی اپنے امیر اور سے بالا کو تحفہ دیتا ہے۔ اور یہ امام شافعی کے دو قولوں میں سے ایک ہے۔
- ہماری دلیل وہ روایت ہے جسے امام مالک نے موطا میں روایت کیا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا جس آدمی نے کوئی ہبہ دیا اس کی رائے بھی ہو کہ یہ بدلہ کے طور پر ہے تو وہ تو واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے یہاں تک کہ وہ بلا عوض پر راضی ہو جائے۔
- یہ امام شافعی کا دوسرا قول ہے فرمایا بدلہ کے لیے ہبہ باطل ہے یہ اسے کوئی نفع نہ دے گا کیونکہ یہ مجہول ثمن کے بدلے میں بیع ہے۔
- جو شخص اپنے ذوالارحام کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہے تاکہ وہ غنی ہو جائیں اور کسی پر بوجھ نہ بنے تو اس میں بھی نیت کا اعتبار ہو گا اگر وہ اس صلہ رحمی کے ساتھ ساتھ دنیا کا کوئی مطلب رکھتا ہے تو اس کا عمل اللہ تعالی کے لیے نہیں اگر وہ اللہ کی رضا کے لئے کرتا ہے البتہ جو شخص

ریاکاری یا دکھاوے کے لیے کوئی کام کرے تو اس کا وہ کام اس کو کوئی نفع نہیں دے گا نہ دنیا میں اس کا بدلہ ہے نہ آخرت میں اجر ہے۔جیسا کہ قرآن پاک میں ہے لا تبطلوا صدقاتکم بالمن ولاذی۔"[15]

از تفسیرات احمدیہ۔۔۔۔

آیت ربا من سورہ بقرہ (3:275تا280)

مفہوم آیات:

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے آیت پر "سود کی حرمت اور اس پر عذاب "کا عنوان باندھا۔[16]

- اولاً خبط کی تعریف کی کہ خبط سے مراد "ایسادوڑنا کہ جس میں کبھی دائیں ہونا کبھی بائیں ہو اسے خبط کہتے ہیں" اور خبط شیطان سے مراد جس کو شیطان نے چھوا ہو اور اس کی عقل پریشان ہو گئی ہو۔
- من المس یا تو لایقومون سے متعلق ہے یا تو یقوم سے یا پھر یتخبط کے متعلق ہے۔
- عقل کا مخبوط ہونا یا ان کا مرگی زدہ کی مثل ہونا اس وجہ سے ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ان کے شکموں میں سود اس طرح بڑھادے گا جس کا بوجھ اتنا ہو گا کہ یہ حالت ہو جائے گی۔
- یہاں پر اکل ہی کیوں کہا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ سود کا زیادہ تر تعلق کھانے والے اشیاء کے ساتھ ہوتا ہے۔
- علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث نقل کی جس میں نبی اکرم ﷺ نے الحنطۃ بالحنطۃ والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح والذہب بالذہب والفضۃ بالفضۃ مثلا بمثل یدا بید والفضل الربوا چھ اشیاء کانام لیکر ان میں نقد ونقد اور برابر سرابر کی بیع کو جائز قرار دیا اور کمی یا زیادتی کو ربا قرار دیا۔اسی حدیث کو ائمہ فقہ نے بنیاد بناتے ہوئے بقیہ اشیاء میں علت کا تعین فرمایا اور ربا کا تعین فرمایا۔
- ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل فرمائی آپ نے فرمایا کہ "خرج النبی علیہ السلام عنا ولم یبین لنا ابواب الربا" اور فرمایا نبی اکرم ﷺ کے چھ اشیاء کو مقرر فرمادیا اب یہ پہلے کی طرح مجمل نہ رہی یہ اجمال سے اشکال کی طرف منتقل ہو گئی۔
- ایک قول یہ بھی ذکر کیا گیا کہ یہ آیت اہل طائف کے بارے میں نازل ہوئی۔
- یا ایہا الذین امنوا التقوا وذرو اسے بنو ثقیف اور بنو مغیرہ کے قرض کا معاملہ بیان کیا جارہا ہے اور ساتھ ہی قرض کی ادائیگی اور سود کے حصول کی ممانعت کا ذکر کیا جارہا ہے۔بنو ثقیف نے بنو مغیرہ کو سود پر قرض دیا جب مقررہ تاریخ آئی تو انہوں نے مع سود کی ادائیگی کا مطالبہ کیا (اس آیت ربا کے نزول سے پہلے وہ کچھ قرض مع سود وصول کر چکے تھے) تو اللہ کے رسول نے فرمایا اگر تم سود سے باز نہیں آتے تو تم اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ تو
جب بنو ثقیف نے یہ اعلان سنا تو وہ اس مطالبہ سے بیزار ہو گئے۔

- نبی اکرم ﷺ مقروض کی حالت کا اعتبار کرنے کا حکم بھی فرمایا صاحب ہدایہ نے باب ادب القاضی میں اس کی مناسبت میں حدیث نقل کی ۔ ساتھ ہی حضرت عباس کا واقعہ بھی ذکر فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں سود کا کاروبار کرتے تھے جب یہ آیات نازل ہوئیں تو انہوں نے بھی توبہ کرتے ہوئے سود کو اپنے مقروض لوگوں سے معاف فرمایا اور صدقہ فرمادیا۔

علل ربا:

- علت ربا امام اعظم کے نزدیک جنس اور قدر ہے۔ جب کسی چیز میں جنس اور قدر برابر ہو اور یدا بید ہوں تو جائز زیادتی یا کمی کی صورت میں ناجائز۔
- علت ربا امام شافعی کے نزدیک طعم و ثمنیت ہے اور آپ کے نزدیک چونے میں یہ علت نہیں اس میں کمی زیادتی جائز ہے۔
- امام مالک کے نزدیک علت ربا اکل اور اذخار ہے اسی وجہ سے فاسد گوشت میں کمی وزیادتی جائز ہے۔

احکام:

ذلک بانهم سے سود کی سزا کی طرف اشارہ کی اجارہا ہے کہ سود کھانے والوں پر سزا کیوں ہو گی تو فرمایا انہوں نے سود پر حاصل ہونے والے منافع کو بیع سے حاصل ہونے والے منافع کی مثل قرار دے کر اس کے جائز ہونے کی راہ نکالی جبکہ ان دونوں کے منافع میں مماثلت نہیں۔ کیوں بیع میں زیادتی منافع کو جائز کہا گیا لیکن کونسا منافع جائز ہے اس پر کلام اجمالا ہے تفصیلاً نہیں۔

- ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کی امام بیضاوی کے نزدیک سود کے مطالبے باز نہ آنے پر متعلقہ شخص سے باغی کی طرح قتال کیا جائے گا ساتھ یہ فرمایا کہ میں اس سے متفق نہیں ہوں اور نہ ہی مجھے امام اعظم کا کوئی اس طرح ملا۔
- امام زاہد نے یہ تصریح فرمائی کہ فان لم تفعلوا سے اس کا کفر ثابت ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کا سب مال مال غنیمت ہو گا۔ صاحب کشاف کے نزدیک سود لینے اور دینے والا دونوں توبہ کریں و گرنہ ان کا مال مال فئی شمار ہو گا۔ ہاں اگر وہ توبہ کر لیتے ہیں تو ان کی توبہ قبول ہو گی۔ اگر نہ کی توبہ تو راس المال بھی گنوا بیٹھیں گے۔ اور یہاں معتزلہ کا رد بھی کیا کہ جو کہتے ہیں کبیرہ گناہ پر توبہ نہیں ہے بنابر ایں انسان کو دوزخ کی آگ میں جلنا پڑے گا۔

آیت ربا من سورہ سورہ آل عمران(3:130)

مفہوم آیت:

مصنف نے یہاں "سود کی حرمت، گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے مومن ایمان سے باہر نہیں ہوجاتا، گناہ ضرر دے گا اور جنت و دوزخ اب موجود و مخلوق ہیں"، کا عنوان باندھا۔[17]

- تفسیر مدارک اور کشاف میں اضعافا مضاعفة ایک ہی معنی کے لئے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ دور جاہلیت میں لئے گئے قرض کی ادائیگی کا وقت ہوتا تو قرض خواہ مقروض کے پاس آتا اور کہتا کہ قرض واپس کرو ورنہ اس پر سود ادا کرنا ہو گی اگر تم واپسی کی مدت میں توسیع چاہتے ہو۔

- تفسیر حسنی اور بیضاوی میں یہ ہے کہ مضاعفہ وہ ہے جو اضعاف سے زیادہ ہو (اس سے مراد پہلے دگنار قم سپرد کرنا تھی اب چوگنا ادا کرنی ہو گی)۔ مذکورہ لفظ کس زیادتی کا معنی دیتا ہے اس کا اطلاق زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی عادت پر محمول ہو گا۔ یہ قول ام المؤمنین سیدہ عائشہ ،حضرت سعید بن جبیر، عبد الرحمن بن عوف کا ہے۔
- اس آیت میں فرقہ مرجیہ کا رد ہے جو کہ یہ کہتے ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا اور اس کو عذاب نہیں ہو گا۔ اس کا رد کرتے ہوئے علامہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اس آگ سے ڈرایا جو کافروں کے لئے تیار کی گئی۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے آیات تخویف میں سب سے زیادہ یہی آیت خوف دلاتی ہے۔
- جنت و جہنم کا وجود ہو چکا ہے اور معتزلہ کا رد فرمایا۔

احکام:

یا ایھا الذین امنوا سے استدلال کرتے ہوئے لکھا کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے امنوا فرمایا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گناہ کبیرہ کرنے سے ایمان انسان سے خارج نہیں ہوتا۔ سود بھی ایک کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ علامہ تفتازانی کا قول بھی یہی ہے۔

آیت ربا من سورہ نساء(4:161)

مفہوم آیت:

مفسر علیہ الرحمہ نے اس آیت پر "سود تمام مذاہب و ادیان میں ہونے کا بیان" عنوان باندھا ہے۔[18]

احکام:

سود تمام مذاھب و ادیان میں حرام ہے کیوں کہ ارشاد باری ہے وقد نھو عنہ یعنی یہود کو بھی سود لینے سے منع کیا گیا تھا۔ علماء نے فرمایا کہ سود مطلقا حرام ہے اس کی مثال زنا ہے جو مطلقا حرام ہے۔

آیت ربا من سورہ روم(30:39)

مفہوم آیت:

مفسر نے اس آیت پر "ربا کا حرام ہونا" عنوان باندھا ہے۔ ساتھ ہی فرمایا کہ شاید یہاں ربا حلال مراد ہو، ربا حلال سے مراد جو تحفے تحائف کسی کو دئے جاتے ہیں تو ان پر زیادتی لینا۔[19]

احکام:

- جو شخص سود کو اس نیت سے دیتا ہے کہ یہ مال میں اضافہ کا سبب بنے گی تو اللہ تعالیٰ کے ہاں سود نہ تو بڑھتی ہے نا ہی اس میں برکت ہوتی ہے۔ اگرچہ سود مال کو زیادہ کرتا ہے اور زکوۃ مال میں کمی کا باعث بنتی ہے لیکن جو شخص صدقہ ادا کرتے ہوئے اللہ کی رضا اور خوشنودی چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دوگنا عطا فرمائے گا۔

- مصنف نے کہا کہ جب یہ عمل کرتے ہو تو اللہ سے رضا کامت سوال کرو کیوں کہ تحائف لیتے دیتے وقت تم اس کی رضا طالب نہ تھے۔
- امام زاہد نے فرمایا کہ ربا حلال نہیں ہوتی بلکہ یہ مکروہ ربا ہے اور ربا کی دو قسمیں ہیں ایک حرام اور دوسری مکروہ۔

خلاصہ کلام:

یہ ہے کہ مذکورہ بالا آیات واحکامات کی روشنی میں تجارت کے حلال وجائز طریقوں کی وضاحت ہوئی اور مختلف ائمہ وفقاء نے کن وجوہ کی بنیاد پر سود کو حرام کیا وہ بیان ہوئی ہیں۔ سودی معاملات چاہے وہ جس بھی طریقے سے کئے جائیں وہ حرام ہیں ان کی سخت وعیدیں بھی ذکر کی گئیں ہیں تاکہ عوام وخواص سود کی طرف کوئی قدم اٹھائیں بھی تو ان کو سزا وجزا معلوم ہو۔ کاروبار کی جائز صورتوں کو اختیار کیا جائے، ہر فرد اپنی بساط مطابق اپنی اور پھر معاشرے کی فلاح وخوشحالی میں اپنا کردار ادا کرے۔ لوگوں کا معاشی استحصال کرنے کے بجائے دوسروں کی مدد کی طرف قدم بڑھائے۔ اس سود سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ اسلامی طرز عمل اپنایا چاہے وہ زندگی کے کسی میں معاملے میں ہو چاہے وہ معاشرتی معاملہ ہو یا معاشی، ملکی سطح پر ہو یا غیر ملکی سطح پر۔ جب تک کہ شریعت کو اپنے اوپر نافذ العمل نہیں کیا جاتا اس سودی معاملات سے نجات ممکن نہیں۔ اسلام نے سود کا جو متبادل نظام دیا جو کہ نظام زکوۃ، عشر، صدقات اور قرض حسنہ اور بیت المال و دیگر صورتوں میں موجود ہے وہ معاشرے کے ہر ہر فرد کو ایک کامیاب وخوشحال زندگی کی ضمانت دیتا ہے۔ جس سے نا تو دولت کا ارتکاز ہوتا ہے اور نا ہی دولت تفریط کا شکار ہوتی ہے۔

سفارشات

آخر میں یہی گذارش ہے کہ ملکی وغیر ملکی پر ہمیں سود معاملات سے چھٹکارا پانا ہو گا۔ روزانہ، ماہانہ اور سالانہ بنیادوں پر شرح سود اور ٹیکسز میں اضافہ کرنے کے بجائے، سرمایہ دارانہ نظام، اشتراکی نظام، جدیدیت اور دیگر غیر مسلمانہ نظام و قوانین کو نافذ کرنے کے بجائے اسلام اور اسلام کی پیش کردہ معاشی اصلاحات کو نافذ العمل کرنا ہو گا تاکہ غریب کو مزید غریب ہونے سے بچایا جاسکے اور مالدار سے اس کی ثروت کے مطابق اس پر نفاذ ٹیکس کو ممکن بنانیا جاسکے۔ اس کو کیسے کیا جائے اس کی مثالیں سیرت نبوی ﷺ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں کہ کس طرح مفلوک الحال معاشرہ ایسی معاشی ومعاشرتی سپر پاور بنایا کہ رہتی دنیا تک کے لیے مشعل راہ بن گیا اور اسلام کی بدولت معاشرہ کو اتنا معاشی ومعاشرتی لحاظ سے مضبوط کر دیا کہ ایک وقت وہ آیا کہ مدینہ منورہ میں لوگ زکوۃ وصدقات لے کر گھوما کرتے لیکن لینے والا کوئی نظر نہ آتا تھا۔

---

[1] کیرانوی، مولانا وحید الزمان قاسمی، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات لاہور، کراچی، ص595

[2] سورۃ البقرہ، 2/274

[3] سورۃ الحج:5/22

[4] حافظ محمد سعید احمد عاطف، تفسیر ابن عباس، مکی دار الکتب مزنگ روڈنگ سٹریٹ لاہور، 1/218

[5] خطیب تبریزی، ابو عبد اللہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ ، مشکوۃ شریف، باب الربا، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، ص:246

[6] سورہ بقرہ 3/275

[7] سورۃ آل عمران 3/130

[8] سورۃ النساء4/161

[9] سورۃ الروم30/39

[10] علوم القرآن، ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر، (مجلس نشریات، اسلام آباد، 2022)، ص472،471

[11] قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابو بکر، الجامع لاحکام القرآن معروف بہ تفسیر قرطبی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، 1/18

[12] ڈاکٹر حافظ اکرام الحق ,امام قرطبی اور ان کی تفسیر کا مقام، فکر و نظر اسلام آباد، جلد42، شمارہ2

[13] ملا جیون، علامہ ابو سعید محمد احمد، تفسیرات احمدیہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ص13

[14] ملا جیون، تفسیرات احمدیہ، ص21

[15] قرطبی، الجامع لاحکام القرآن7/421

[16] ملا جیون، تفسیرات احمدیہ، ص261

[17] ملا جیون، تفسیرات احمدیہ، ص414

[18] ملا جیون، تفسیرات احمدیہ، ص461

[19] ملا جیون، تفسیرات احمدیہ، ص800